شاذ قراءات: مشرقی و مغربی علماء بالخصوص آرتھر جیفری کا نکتہ نگاہ
ایک تجزیاتی مطالعہ

حفصہ نسرین

مصحف عثمانی کو نقط و اعراب سے خالی رکھا گیا تا کہ قراءات سبعہ کے حوالہ سے ملنے والی رعایت کا بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکے تاہم کسی قراءت کی قبولیت کے لیے تین شرائط بھی عائد کر دی گئیں یعنی تواتر سند، مصحف عثمانی کے رسم الخط سے مطابقت و موافقت اور عربی صرف و نحو کے قواعد سے مطابقت (۱) جو قراءت بھی ان شرائط کے مطابق نہ ہو اسے علماء اسلام کی اصطلاح میں شاذ قرار دیا جاتا ہے اور مستشرقین ایسی قراءت کو Varient Reading کا نام دیتے ہیں۔

شاذ کا ماخذ شذ یَشُذُّ اوریَشِذُّ ، شذوذ ہے۔(۲) لغوی اعتبار سے اس کے معنی ایسی چیز، بات کے ہیں جو جمہور کی رائے سے علیحدہ منفرد ہو، اصطلاحاً شاذ سے مراد ایسی قراءت ہے جو مصحف کے رسم الخط یا عربیت کے خلاف ہو اگرچہ نقلاً درست ہو یا پھر دوسری صورت یہ ہے کہ معتبر ذریعہ سے نقل نہ کی گئی ہو، (۳) یعنی ارکان ثلاثہ میں سے کوئی ایک بھی مختلف ہو تو یہ قراءت شاذ کہلائے گی۔(۴) فرید وجدی کے قول کے مطابق شاذ قراءات سے مراد الفاظ کے تغیر و تبدل کے ساتھ بیان کی گئی قراءات ہیں مثلاً یَظُنُّونَ کی جگہ یَعْلَمُونَ پڑھنا (۵) گویا کہا جا سکتا ہے کہ مصحف عثمانی کی تدوین کے بعد وہ تمام قراءات جو کسی بھی پہلو سے اس کے خلاف تھیں، شاذ قرار پائیں۔(۶) اور ایسی روایات تمام کتب تفسیر و لغت میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ ایسی روایات جو صحابہ و تابعین کی جانب منسوب ہیں شاذ کے زمرے میں آتی ہیں ان روایات کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ بعض قراءات بالکل موضوع ہیں جیسے حضرت ابن مسعود کی جانب منسوب قراءت ان عَلَيّناَ وَلِیُّ الْمُؤْ مِنِيْنَ۔ بلاشب وشبہ روافض کی طرف سے منسوب کردہ محسوس ہوتی ہیں۔

۲۔ اکثر قراءات کی اسناد ضعیف ہیں مثلاً ابن ابی داؤد کی کتاب المصاحف میں درج قراءات۔

۳۔ بعض قراءات کی اسناد تو درست ہیں لیکن وہ قراءات نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ کے تشریحی اضافے ہیں جن کو قراءت سمجھ کر اسی مفہوم میں نقل کر دیا گیا مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی جانب منسوب قراءۃ کل سفینۃ صالحۃ میں صالحہ(۸) کا لفظ تفسیری اضافہ ہے۔(ابو حیان م ۷۵۴ھ نے بہت سی قراءات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ تفسیر ہے قراءت نہیں)

۴۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ قرآن کریم کی کوئی قراءات منسوخ ہوگئی کسی صحابی کو اس کا علم نہ ہو سکا(۹) اس لیے وہ تقدیم قراءت کے مطابق پڑھتے رہے۔ لیکن دیگر صحابہ جو جانتے تھے وہ اسے قراءات صحیحہ میں شمار نہ کرتے تھے۔

۵۔ بعض شاذ قراءات سے یہ تأثر ملتا ہے کہ کسی بیان کرنے والے سے قرآن کی تلاوت میں بھول ہوئی اور سننے والوں نے اسے بطور قراءت روایت کر دیا۔(۱۰)

علماءِ مشرق اور شاذ قراءات

علماء امت نے مذکورہ بالا پانچوں صورتوں کو نا قابل قبول قرار دیا ہے۔ مستند روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو تادیبی خط لکھا کہ لوگوں کو لغت قریش کے مطابق قرآن پڑھائیں لغت ھذیل کے مطابق نہیں کیونکہ قرآن لغت قریش پر نازل ہوا تھا۔(۱۱) یہ دراصل لہجات کی بنا پر مستقبل میں سامنے آنے والے فتنہ کا سد باب کرنے کی کوشش تھی۔ تدوین کے بعد ان قراءات کا جواز بالکل ختم ہو چکا تھا۔ لہٰذا علمائے کرام نے ہمیشہ ان قراءات کو ممنوع قراءات میں شامل کیا۔ اور انہیں پڑھنے سے سختی سے منع کیا۔ اس سلسلہ میں جمہور علماء کی رائے ایک ہی ہے۔ لہٰذا اسے نہایت اختصار سے پیش کیا جا رہا ہے:

امام مالکؒ فرماتے ہیں جو شخص نماز میں حضرت ابن مسعودؓ یا کسی اور صحابی کی کوئی مخالف

مصحف قراءت پڑھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔(۱۲) تمام علماء کی رائے کے مطابق جن میں ابوجعفر النحاس، ابومحمد مکی القیسی، ابن عبدالبر، سخاوی، ابوشامۃ، ابن تیمیہ، قرطبی، غزالی، زرکشی، ابن الجزری اور کئی دیگر علماء شامل ہیں، قرآن آحاد سے ثابت نہیں ہوتا۔ حروف صحابہ (یعنی حرف ابی و حرف ابن مسعود اور دیگر صحابہ) اجماع کے بعد منسوخ ہو چکے تھے۔ اب قرآن کی وہی قراءت معتبر ہے جو عرضۂ اخیرہ کے مطابق ہے اور جب واضح ہو چکا کہ ان قراءات کی حیثیت کیا ہے، پھر بھی کوئی شاذ قراءت پڑھے تو اسے توبہ کی ترغیب دلائی جائے اگر وہ منع نہ ہو تو اسے سزا دی جائے۔(۱۳) چنانچہ جہاں اس بات کے شواہد ملتے ہیں کہ بہت سے لوگ قراءات شاذہ پڑھتے رہے، ان کی نشر و اشاعت کرتے رہے وہیں یہ بات بھی اظہر من الشّمس ہے کہ ان کو سزائیں بھی دی گئیں اور ان کو کبھی بہ نظر استحسان نہیں دیکھا گیا۔ یہاں چند نمایاں شخصیات کا اجمالی تعارف پیش کیا جا رہا ہے جن کے قراءات شاذہ کی تلاوت کی روایات ملتی ہیں۔ اس حوالہ سے چند نمایاں شخصیات درج ذیل ہیں۔

قراءات شاذ کو بیان کرنے والے چند علماء کا اجمالی تعارف

ابن ابی داؤد

عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث الازدی (م ۳۱۶ھ) نے کتاب المصاحف لکھی (۱۴) اس کتاب میں تاریخ القرآن اور صحابہ و تابعین کی جانب منسوب مصاحف مختلفہ پیش کیے گئے ہیں (اختلاف المصاحف پہ لکھی جانے والی کتب میں یہ واحد کتاب ہے جو اب دستیاب ہے دیگر کتب ناپید ہو چکی ہیں) اس کتاب کے رواۃ متصل نہیں ہیں اور اس کی اسناد میں ضعف پایا جاتا ہے۔(۱۵) مزید برآں ابن ابی داؤد کے کذاب ہونے پر ان کے والد کی گواہی موجود ہے۔(۱۶) اسی بنا پر اس کتاب کو کبھی بھی قبول عام حاصل نہ ہو سکا۔

عصر حاضر میں قرآن کے حوالہ سے معتبر ترین متصور ہونے والا مستشرق آرتھر جیفری اس کتاب کو بہت سراہتا ہے۔ اسی کی مشہور کتاب Materials of the Histoy of the Text of the Qur'an جو نص قرآنی، تدوین مصحف عثمانی و تاریخ القرآن کے حوالہ سے اس وقت تمام

مستشرقین کے لیے بڑا اہم مصدر ہے،اسی کتاب المصاحف کی بنیاد پر لکھی گئی ،جیفری نے ابن ابی داؤد کو بہت بلند پایہ محدث ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے،ان کے حالات زندگی تفصیلاً لکھنے کے بعد جیفری ان کے والد کے قول کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے: ''ابن ابی داؤ کی بہت سی روایات ایسی ہیں جو رجعت پسند علماء کے لیے قابل قبول نہ تھیں چنانچہ ان روایات کو ان کے عظیم المرتبت باپ کی طرف لوٹا دیا گیا کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو جھوٹا قرار دیا تھا اور یوں ان روایات پر محض اس لیے توجہ نہ دی گئی کہ ان کی سچائی کا انحصار محض ابن ابی داؤد پر تھا۔(۱۷)

ابن ابی داؤد کی بیان کردہ قراءات (اگر درست تسلیم بھی کی جائیں تو) کا تعلق ماقبل تدوین مصحف عثمانی کے عہد سے تھا جو بعد میں منسوخ ہوگئیں،اس کے باوجود انہوں نے ان قراءات کو بیان کیا،تاہم علماء کے ہاں ان کا یہ کام بھی بھی سند قبولیت حاصل نہیں کرسکا۔

ابن الانباری

محمد بن ابی القاسم بن محمد بن بشار (م ۳۲۸ھ) نے کتاب المصاحف لکھی اس میں تاریخ القرآن،اختلافی قراءات اور مصاحف صحابہ پر تفصیلی بحث کی ہے۔(۱۸) یہ کتاب اب ناپید ہے لیکن قدیم عہد کی دیگر کتب میں اس کے حوالہ جات پائے جاتے ہیں مثلاً امام سیوطی نے الدرالمنثور اور اتقان میں اس کتاب کے اقتباسات نقل کیے ہیں۔(جیفری نے اس کتاب کا تعارف بہت تعریفی انداز میں کروایا ہے)(۱۹) حالانکہ اس کتاب کے نہ تو رواۃ متصل ہیں نہ اس کی اسناد معتبر ہیں۔(۲۰)

ابن شنبوذ

محمد بن احمد بن ایوب ابن الصلت (م ۳۲۸ھ) شاذ قراءات کے حوالہ سے مشہور ترین قاری تھے۔(۲۱) یہ اپنی قراءات کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت کیا کرتے تھے۔(۲۲) مثلاً وکان اما مهم ملک یأخذ کل سفینة غصبا (۲۳)، تبت یدا أبی لهب وقدتب ، (۲۴) تکون الجبال کالصوف المنفوش (۲۵)، فامضوا الی ذکر الله (۲۶).... انہوں نے ان قراءات کو متعدد مرتبہ جہری نمازوں میں پڑھا اس پر ابن مجاہد نے سخت ردعمل

کا اظہار کیا یوں یہ بات پھیلتے پھیلتے وزیر ابو علی مقلہ تک پہنچی اس نے ان کو گرفتار کر لیا اور کوڑوں سے ضربیں لگوائیں۔ چنانچہ ان سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا اور انہوں نے توبہ کر لی۔ کتب میں ابو علی مقلہ کی جانب سے ابن شنبوذ کو بھیجا گیا خط محفوظ ہے جس پر ابن شنبوذ نے اپنے ہاتھ سے لکھا کہ جو کچھ میرے حوالہ سے اس میں لکھا گیا وہ درست ہے اب میں اس سے تائب ہوتا ہوں اور اللہ اور تمام حاضرین کو گواہ بناتا ہوں کہ اب اگر اس کی مخالفت کروں تو امیر المؤمنین کو حق ہے کہ میرا خون حلال قرار دیں۔ (۲۷) اس کے بعد ان کو آزاد کر دیا گیا۔ (۲۸) ان کی کتب میں اختلاف القراء اور شواذ القراءات شامل ہیں۔ (۲۹)

ابن مقسم

محمد بن حسن بن یعقوب... ابن مقسم ابو بکر العطار (م ۳۵۴ھ) حروف شاذ سے قراءت کرتے تھے۔ (۳۰) اور اس کے لیے لغت سے دلائل دیا کرتے مثلاً فلما استیئسوا منه خلصوا نجیا میں نجیّا کو نجباء پڑھا کرتے تھے (۳۱) وہ نماز میں اور اس کے علاوہ بھی قراءت شاذ پڑھنے کے قائل تھے، ہر اس قراءت کو درست قرار دیتے جو عربیت کے لحاظ سے درست ہو اگرچہ بلا سند ہی ہو۔ (۳۲) اس معاملہ کی تشہیر ہوئی تو عام اہل علم نے اس پر ناگواری کا اظہار کیا اور معاملہ سلطان تک پہنچا دیا گیا لہٰذا انہیں گرفتار کر لیا گیا اور فقہاء و قراء کی ایک جماعت کی موجودگی میں ان سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا انہوں نے توبہ کر لی (۳۳)۔ تاہم یہ رائے بھی موجود ہے کہ انہوں نے حروف مخالف کو نہ چھوڑا اور تا وقت وفات انہی پر قائم رہے۔ (۳۴) ذھبی نے احمد الفرضی سے منقول ایک روایت درج کی ہے کہ ”میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں نماز پڑھ رہا ہوں وہاں ابن مقسم بھی ہیں جو قبلہ کی جانب پشت کیے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے ائمہ کی مخالفت میں اپنے لیے قراءت منتخب کر لی تھی۔ (۳۵) قراءت پر ان کی دو اہم کتب کتاب المصاحف اور اختیار فی القراءات ہیں (۳۶)۔

ابن اُشتہ

محمد بن عبداللہ اُشتہ، ابوبکر الاصبہانی (م۳۶۰ھ) نے کتاب المصاحف لکھی (۳۷) اس کو ابن الانباری اور ابن ابی داؤد کی کتب المصاحف کی مانند اختلاف المصاحف کی بنیادی کتب میں شمار کیا جاتا ہے۔(۳۸) امام سیوطیؒ کا قول ہے ''میں نے یہ کتاب المصاحف دیکھی اور اس میں سے کچھ اشیاء نقل بھی کی ہیں (الاتقان اور الدر المنثور میں)(۳۹) اس کے علاوہ ان کی کتب المحبو اور المفید میں بھی شاذ قراءات پائی جاتی ہیں۔(۴۰) جیفری کے مطابق یہ کتاب اپنی وسعت مضامین کی بدولت ابن ابی داؤد کی کتاب المصاحف سے زیادہ عمدہ تھی (۴۱) اسی بنا پر جیفری ابن اُشتہ کا مداح ہے جبکہ اس کتاب کے رواۃ اسناد بھی دیگر کتب المصاحف کی مانند غیر متصل وضعیف ہیں۔(۴۲)

ابن خالویہ

حسین بن احمد بن خالویہ (م۳۷۰ھ) قراء شواذ میں بہت اہم مقام کے حامل تھے۔(۴۳) اس فن پر ان کی کئی کتب موجود ہیں۔ مثلاً المختصر فی شواذ القرآن، غریب القرآن، اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن العزیز، مجدول فی القراءات، اس کے علاوہ الحجۃ فی القراءات السبع میں بھی شواذ قراءات بیان کی گئی ہیں۔(۴۴) جیفری کے مطابق شواذ قراءات کو محفوظ رکھنے میں اور ان کی منتقلی میں ابن خالویہ کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔(۴۵)

ان کے علاوہ بہت سے لوگ قراءات شاذہ بیان کرنے کے حوالہ سے معروف تھے جن میں ابوعبداللہ عنبری، اُبوالسمال البصری، ابوسلیمان العدوانی (انہوں نے اختلافی قراءات پر پہلی کتاب لکھی جو چوتھی صدی ہجری تک اختلافی قراءات کا اساسی مرجع رہی) حسن بصری، ابن عامر الیحصبی (ان کی کتاب اختلاف المصاحف اختلافی مصاحف کے حوالہ سے دوسرے نمبر پر شمار کی جاتی ہے)، ابن المسفیع، ابن محیصن السھمی (جیفری نے ان کا بطور خاص ذکر کیا ہے)، ابوعمرو الکوفی، الاعمش، ابن عمر الثقفی، ابن ابی عبلۃ، المھل الضبی، ابوعمرو الحمصی، الکسائی، یحیٰ الیزیدی، خلف بن ہشام، ابن رفاعہ، ابوحاتم السجستانی، ثعلب، ابن جنی، الخزاعی، ابوالقاسم الھذلی، ابوعلی الاھوازی، الباطرقانی، أبی معشر

الطبری،عکبری،عیسیٰ الاسکندرانی ،الصفراوی،ابن یعیش ،المراوندی شامل ہیں اوران سب کوعلماء نے نہ صرف رد کیا بلکہ ان میں سے اکثر کے کذاب وواضع ہونے پرعلماء کا اتفاق ہے۔(۴۶)

مندرجہ بالامعلومات سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ مسلمانوں کے ہاں قراءت شاذ کو سختی سے رد کیا گیا کیونکہ اس سے قرآن کے متن میں تغیر واقع ہوسکتا ہے۔نتیجتاً قرآن کا مقام ومرتبہ اوراس کا محفوظ ومأمون ہونا مشکوک ہوسکتا ہے اور یہی وہ نکتہ ہے جس نے مستشرقین کوتحریص دلائی کہ قراءات شاذ،کونمایاں کر کے پیش کریں اسی سبب نولڈیک (Noldeke)،جیفری (Jeffery) اور پھر جے۔ڈی پیئرسن (J.D. Pearson) نے قراءات متعلقہ کوالگ الگ مصاحف قرار دیا۔

علماءمغرب اور شاذ قراءات

قراءات شاذ کے حوالہ سے مغربی علماء کے مابین دوآراء پائی جاتی ہیں۔ایک رائے کے مطابق ''شاذ قراءات'' دراصل تحریری نسخے ہیں۔جبکہ دوسری رائے کے مطابق تحریری شکل میں صحابہ کے الگ مصاحف کا کوئی وجود نہ تھا بلکہ محض قراءۃ یعنی طرز ادائیگی کا فرق تھا۔جوکہ کچھ ان کی جانب منسوب کردیا گیا یہ بعد کے لوگوں نے کیا۔

پہلے گروہ میں نمایاں نام منٹگمری ولٹ،بیل،جیفری،جے ڈی پیئرسن نے اپنے مقالہ کی بنیاد بھی محض جیفری کی کتب کو بنایا۔لہٰذا اصل خیالات ونظریات (جوفی زمانہ اہل مغرب کے ہاں قرآن کے حوالہ سے ہیں) جیفری (۴۷) ہی کے ہیں۔جیفری لکھتا ہے''صحابہ کے مصاحف میں دومصاحف بہت زیادہ ممتاز مقام کے حامل ہیں مصحف ابی اور مصحف ابن مسعود ان دونوں میں اختلافی روایات کا بہت بڑا حصہ محفوظ رکھا گیا۔قیاس کیا جاتا ہے کہ جمع کے معنی حفظ کرنے کے ہیں یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں لیکن علیؓ کے بارے میں کہا گیا کہ انہوں نے جوکچھ جمع کیا تھا اسے اونٹوں پرلاد کرلائے اسی طرح حضرت ابوموسیٰ الاشعری کا کوئی مصحف تھا جسے انہوں نے لباب القلوب کا نام دیا۔پھر یہ کہ حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھیوں نے ان کے انکار پر کہ وہ اپنے مصحف کوترک نہ کریں گے ان کا ساتھ دیا۔یہ واضح ہے کہ جس چیز کی ہم بات کررہے ہیں وہ کوئی لکھی ہوئی چیز تھی جسے جلانے کا ذکر کیا گیا۔(۴۸) جیفری کا

دعویٰ ہے کہ ابیؓ بن کعب اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے مسودہ ہائے قرآنی سے مختلف قراءاتوں کا جو ذخیرہ ہم تک پہنچا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیقی متن کا اختلاف ہے نہ کہ مختلف لہجوں اور تلفظ کا معمولی اختلاف.... (۴۹)

''حقیقت یہ ہے کہ روایات میں ان مصاحف کو محفوظ رکھا گیا ہے اور یہ مصاحف بڑے شہروں کے سرکاری مصاحف کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔ مثلاً کوفہ کے لوگوں نے حضرت ابن مسعود کے مصحف کو پڑھنا شروع کر دیا اس تصور کے ساتھ کہ یہ ان کی قرآنی نص ہے، بصریوں نے مصحف اَبی موسیٰ، دمشق والوں نے مقداد بن اسود کا مصحف، شامیوں نے مصحف ابی بن کعبؓ (۵۰)

جے ڈی پیئرسن نے "Encyclopaedia of Islam" میں انہی نظریات کی ترویج کی ہے۔ (۵۱)

واٹ نے شاذ قراءات کے متعلق اسی رائے کا اظہار کرتے ہوئے برجسٹراسر اور پریٹزل کی محنت کو سراہا ہے کہ انہوں نے بہت وقت لگا کر ان قراءات کو جمع کیا۔ (۵۲)

یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ جیفری خود تسلیم کرتا ہے کہ بہت سی قراءات ایسی ہیں جو لغویین نے ایجاد کر کے معتبر شخصیات کی جانب منسوب کر دیں تا کہ ان کی اہمیت بڑھائی جا سکے۔ (۵۳) اور یہ کہ بعض قراءات لغوی ولسانی اعتبار سے ناممکن الوجود ہیں۔ (۵۴) اس کے باوجود وہ مصر ہے کہ یہ قراءات محض زبانی روایت نہ تھیں بلکہ تحریری صورت میں تھیں اور واقعتاً صحابہ سے ہی مروی ہیں۔ وہ ابن شنبوذ اور ابن مقسم کا بڑا مداح ہے (۵۵) کہ ان کی بدولت وہ شاذ قراءات محفوظ رہ گئیں جو بعد میں تفاسیر کی زینت بن گئیں اور یوں ہمیں صحابہ کے انفرادی مصاحف کے متعلق رہنمائی لینے کا باعث بنیں، جیفری ابن ندیم کی بیان کردہ روایت (جس میں ابن شنبوذ کو احمق اور ضعیف الحافظہ قرار دیا گیا ہے) کی نفی کرتے ہوئے لکھتا ہے: ''ابن شنبوذ کے حلقۂ درس میں کثیر تعداد میں طلبا شامل تھے ایک احمق شخص کو لوگوں کی اکثریت بالاتفاق اپنا استاد نہیں مان سکتی'' (۵۶) اس سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ ابن شنبوذ ثقہ اور معتبر تھے۔ اسی طرح ابن مقسم جیفری کے پسندیدہ ترین اشخاص میں سے ہیں۔ جیفری

کے مطابق وہ ان مظلوم لوگوں میں سے ایک ہیں جن کو ان کے منتخب کردہ انداز میں تلاوت کرنے سے بالجبر منع کر دیا گیا۔(۵۷)

دوسری رائے جو یہ ہے کہ (مستشرقین کے ایک گروہ نے قائم کی) کہ ان روایات کو مستقل مصاحف قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس سلسلہ میں جان برٹن نے تفصیلی بحث کے بعد بہت عمدہ نتیجہ اخذ کیا ہے وہ لکھتا ہے:

''یہ بہت عجیب وغریب صورت حال ہے کہ جو لوگ سنت رسول کے اولین پیروکار وداعی ہیں یہی قرآن کی مختلف قراءات کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں'' (۵۸) آگے چل کر برٹن اختلافی مصاحف صحابہ پر لکھتا ہے: ''مختلف مکاتب فکر کے لوگوں نے اپنی علاقائی قانونی آراء کو تقویت دینے کے لیے صحابہ کی جانب منسوب کر دیا'' (۵۹) (یعنی مختلف قراءات وضع کی گئیں جن سے احکام مستنبط کیے جا سکتے تھے اور ان کو صحابہ کی جانب منسوب کر دیا گیا تا کہ انہیں قبول کرنے میں لوگ ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ برٹن مزید لکھتا ہے کہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پیغمبرؐ نے کبھی بھی مختلف قراءات کو محفوظ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ انہوں نے ان کو ہمیشہ ایک مشفقانہ رعایت قرار دیا۔(۶۰)

دور جدید کے ایک اور مستشرق جان وانز برو بھی جان برٹن کا ہم خیال ہے وانز برو لکھتا ہے:
''مصاحف کے مواد سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ انہیں متأخرین ماہرین لسان واصولیین نے ایجاد کر کے صحابہ کرامؓ کی جانب منسوب کر دیا ... مصاحف کا تاریخی ارتقاء اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہ تفسیری مواد سے اخذ کیا گیا'' (۶۱)

جے ڈی پیئرسن نے A.Ficher کی رائے نقل کی ہے جس نے قرآن کے تنقیدی نسخہ کی تیاری کے بعد حتمی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا۔ ''بہت سی اختلافی روایات بعد کے عہد کے لغت دانوں نے خود وضع کر دیں''۔(۶۲)

جیفری نہ صرف علوم اسلامی کے معتبر ورثے کی شہادتوں کو نظر انداز کر گیا بلکہ اس نتیجہ کو بھی جو اس کے پیش رو برجسٹراسر نے اخذ کیا تھا کہ ''حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابیؓ کی جناب منسوب

قراءتوں کو جانچنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کوئی شخص مصحف عثمانی کے مقابلہ میں ان کو صحیح تر کہنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔(۶۴)

یہ امر دلچسپ ہے کہ جیفری قراءات کے ایک حصہ کو تو لغوی یا لسانی اعتبار سے ناممکن الوجود قرار دیتا ہے یا پھر کسی خاص گروہ' کی طرف قراءات منسوب کر دینے کے باعث معتبر نہ ہونے کا قائل ہے۔لیکن باقی ماندہ قراءات جنہیں وہ درست تسلیم کرتا ہے ان کے لیے بھی وہ کوئی معتبر سند نہ لا سکا۔ فی الحقیقت برٹن کا یہ قول سوفی صد سچائی پر مبنی ہے کہ مصحف عثمانی سے قبل صحابہ کی جانب منسوب مصاحف کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں ہے۔جیفری نے اپنے تصورات کو حقائق کے قالب میں ڈھال کر پیش کرنے کے لیے قراءات شاذہ کو درست تسلیم کیا اور ان کا ایک بڑا ذخیرہ جمع کر دیا۔(۶۵) حالانکہ ان کو مشرقی علماء تو ایک طرف خود بعض مغربی علماء بھی درست تصور نہیں کرتے۔

……☆……☆……

مصادر و مراجع

۱۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، الاتقان فی علوم القرآن، ۱/ ۷۵، سہیل اکیڈمی، لاہور الطبعۃ الثالثۃ ۱۹۸۷ء

۲۔ ابن منظور محمد بن مکرم، لسان العرب، بذیل مادہ ش۔ذ، دار صادر بیروت، س۔ن

الزبیدی، محبّ الدین سید محمد مرتضیٰ، تاج العروس، بذیل مادہ، تاج العروس، دار الفکر بیروت، ۱۹۹۶ء

۳۔ ابو محمد مکی القیسی، الابانۃ عن معانی القراءات، ص ۳۹۔۴۰، دار المامون للتراث العربی الطبعۃ الاولیٰ، ۱۹۷۹ء

۔ الجزری، شمس الدین أبی الخیر محمد، النشر فی القراءات العشر، ۱/ ۸ مکتبہ التجاریۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول ۱۹۹۸ء،

۔ لبیب السعید، المصحف المرتل، ص ۲۲۱، دار المعارف، طبع ثانی، س۔ن

۴۔ ابو شامۃ، عبدالرحمٰن بن اسماعیل، المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، ص ۱۷۱۔۱۷۲، دار المعارف، س۔ن

۔ ایضاً، ابراز المعانی من حرز الامانی، ۱/۴، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر ۱۳۶۰ھ

۵۔ محمد فرید وجدی، دائرۃ المعارف القرن العشرین، دار المعرفۃ بیروت، طبع: ۲۲، ۱۹۸۷ء، بذیل مادہ ش۔ذ

۶۔ احمد علی امام، Varient Readings of the Qur'an، International Institute of Islamic Thoughts، Herndon Verginia، ۱۹۹۸ء، ص ۱۳۳

۷۔ آرتھر جیفری، E.J. Brill, Materials for the History of the Text, of the Qur'an، ص ۴۰، ۱۹۳۷ء

۸۔ الکہف/ ۷۹

۹۔ طحاوی، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ، مشکل الآثار، ۴/ ۱۹۶۔۲۰۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۵ء

۱۰۔ الجزری، النشر فی القراءات العشر، ۱/ ۱۵۔۱۷، مکتبۃ التجاریۃ، مصر طبع اول، ۱۹۹۸ء

۱۱۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، السنن، ۱/ ۳۱، دار الجیل، بیروت، ۱۹۹۸ء

۱۲۔ مالک بن انس، المدونۃ الکبری، ۱/ ۱٦۷

۱۳۔ ابوجعفر احمد بن اسماعیل النحاس، اعراب القرآن، ۱/ ۱۸۔۱۲۹، عالم الکتب،

۔ ابومحمد مکی القیسی، الابانۃ عن معانی القراءات، ص۳۹

۔ ابن عبدالبر، التمہید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید، ۴/ ۳۲۵، المکتبہ القرویۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۹۸۳ء

۔ سخاوی، ابی الحسن حسین علی بن محمد، جمال القراء وکمال الاقراء، ۱/ ۴۸۹۔۴۹۰، دارالبلاغۃ، طبع اول ۱۹۹۳ء

۔ ابوشامۃ، المرشد الوجیز الی علوم تتعلق بالکتاب العزیز، ص۲۷٦

۔ ابن تیمیہ عبدالحلیم بن احمد، التفسیر الکبیر، ۲/ ۲٦۷، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، س۔ن

۔ القرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر، الجامع لاحکام القرآن، ۱/ ۳۵، بیروت، ۱۹۸۸ء

۔ غزالی، المستصفی من علم الاصول، ۱/ ۱۰۲، ادارۃ القرآن، پاکستان، ۱۹۸٦ء

۔ زرکشی، بدرالدین محمد بن عبداللہ، البرہان فی علوم القرآن، ۲/ ۴۰۸، دارالفکر، بیروت، طبع اول ۱۹۸۸ء

۔ ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ۱/ ۱۵

۔ سیوطی، الاتقان، ۱/ ۷۵

۔ سیدعلی نوری صفاقسی، غیث النفع فی القراءات السبع، مطبعہ الکبر تیح ص ۸۷، ۱۲۹۳ھ

۱۴۔ محمد بن محمد بن حسن، طبقات الحنابلہ، ۱/ ۴۴، دارالکتاب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۲۴ھ

۱۵۔ ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، "Orientalism on Varient Readings of the Qur'an,

The Case of Arthur Jeffery"، American Journal of Islam Social

Sciences، ص۱۸۰، ۱۹۹۵ء

۔ السیوطی، جلال الدین، الاتقان، ۱/ ۱۱۳

۱٦۔ الذھبی شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۱/ ٦۸ ۴، دارالکتب العلمیہ، بیروت،

طبع اول، ۱۹۹۵ء

۱۷۔ جیفری، Materials، ص۱۲

۱۸۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، ۵/ ۲۷۴، مؤسسۃ الرسالہ بیروت، طبع سابع، ۱۹۹۰ء

۱۹۔ جیفری، Materials، ص۱۱

۲۰۔ ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، "Orientalism on Varient Readings of the Qur'an,

The Case of Arthur Jeffery"، American Journal of Islam Social

Sciences، ص۱۸۰، ۱۹۹۵ء

۲۱۔ یاقوت، معجم الادباء، ۲/۱۷۔۱۷۲، مکتبہ دارالمامون المصریہ، س۔ن

۲۲۔ ابن ندیم محمد بن اسحاق، الفہرست، ص۴۸، دارالمعرفۃ بیروت، س۔ن، ابن ندیم نے ان کو کثیر النسیان اور احمق شخص قرار دیا ہے اور علماء اس پر متفق ہیں۔

۲۳۔ الکہف/۷۹ ۲۴۔ اللھب/۱

۲۵۔ القارعۃ/۵ ۲۶۔ الجمعۃ/۹

۲۷۔ ابن الجوزی، عبدالرحمٰن بن علی، المنتظم فی تاریخ الامم، ۳/ ۳۴۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۲ء

۔ ابن تغری بردی جمال الدین یوسف، الأتابکی، ۳/ ۲۴۹، النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، وزارۃ الثقافۃ والارشاد المصریہ، س۔ن

۲۸۔ ابن خلکان احمد بن محمد، وفیات الأعیان وانباء ابناء الزمان، ۳/ ۴۲۷، منشورات الرضی الطبعۃ الثانیہ، ۱۳۲۹ھ

۲۹۔ زرکلی خیر الدین، الاعلام، ۳/ ۲۴۸۔۲۴۹، دارالعلم للملایین، بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۹۷ء

۳۰۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، ۱۶/ ۱۰۵

۳۱۔ سیوطی، جلال الدین، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، ۱/ ۸۹۔۹۰، مکتبہ المصریہ، س۔ن

۳۲۔ خطیب ابوبکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، ۲/ ۱۳۱، مکتبہ السلفیہ مدینہ، س۔ن

۔ یاقوت، معجم الأدباء، ۸/۱۵۴

۳۳۔ الداؤدی محمد بن علی، طبقات المفسرین، ۲/ ۱۳۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۳ء

۔ ابن حجر، احمد بن علی، لسان المیزان، ۵/ ۱۳۶، مؤسسۃ الرسالۃ الاعلمی، بیروت، الطبعہ الثانیہ، ۱۹۷۱ء

۳۴۔ الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، العبر فی خبر من غبر، ۱/۹۴، دارالکتب العلمیۃ، ۱۳۴۷ھ

۳۵۔ الذھبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۶/ ۱۰۵

۳۶۔ بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۲/ ۴۸، منشورات مکتبہ المثنیٰ، ۱۹۵۵ء

۔ ابن ندیم الفہرست، ۲/ ۵۵۷، دارالمعرفۃ، بیروت، س۔ن

۳۷۔ عادل نویھض، معجم المفسرین، ۲/ ۵۵۷، مدرسۃ نویھض الثقافۃ بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۸۶ء

۳۸۔ بغدادی، ھدیۃ العارفین، ۲/ ۴۷

۳۹۔ سیوطی، جلال الدین، بغیۃ الوعاۃ، ۲/ ۱۴۲

۴۰۔ ابن الجزری، غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء، ۱/۔۔

۴۱۔ جیفری، Materials، ص ۱۱

۴۲۔ ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، "Orientalism on Varient Readings of the Qur'an, The Case of Arthur Jeffery" American Journal of Islam Social Sciences، ص ۱۸۰، ۱۹۹۵ء

۴۳۔ ابی منصور، عبدالملک بن محمد بن اسماعیل، یتیمۃ الدھر فی محاسن اہل العصر، ۱/ ۱۰۷، بیروت، س۔ن

۴۴۔ زرکلی، الاعلام، ۲/ ۲۳۱ ؛ الجزری، غایۃ النہایۃ، ۱/ ۲۲۷

۴۵۔ جیفری، Materials، ص ۱۱

۴۶۔ شاذ قراءات کے حوالہ سے ان تمام حضرات سے متعلق جملہ تفاصیل کے لیے دیکھیے السمعانی، ابوسعد بن عبدالکریم بن منصور، الانساب، دارالفکر بیروت، س۔ن، عبداللہ مقامانی، تنقیح المقال، مطبعۃ مرتضویہ نجف، ۱۳۵۲ھ، الجزری غایۃ النہایۃ، (دونوں جلدیں)، فواد سیزگین، تاریخ التراث العربی، بیروت، الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ، ابن ندیم، الفہرست، سیوطی، الاتقان، یاقوت، معجم الادباء، الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والامصار، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۸۸ء، ابن حجر تقریب التہذیب، دارالنشر پاکستان، الطبعہ الاولی، ۱۳۹۳ھ، الیافعی عبداللہ بن سعد، مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ ما یعتبر من حوادث الزمان، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۷ء، المزی جمال الدین ابوالحجاج یوسف، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، داالفکر بیروت، ۱۹۹۴ء، یعقوب الیان سرکیس، معجم مطبوعات العربیۃ والمعربۃ، مکتبہ آیۃ اللہ الرعشی، ۱۲۰۱ھ، سیوطی، بغیۃ الوعاۃ، ابن حجر، تہذیب التہذیب، ابن کثیر ابوالفداء اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۹۸۷ء، عمر ورضا کحالۃ، معجم المؤلفین، حاجی خلیفہ، کشف الظنون من اسامی الکتب والفنون: ابوالعباس احمد بن حسن بن علی، کتاب الوفیات، عبدالحمید السلقانی، مصادر اللغۃ، عمارۃ الشئون المکتبات، جامعہ الریاض، ۱۹۸۰ء، ابن حجر لسان المیزان، ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، داراحیاء التراث العربی بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۹۸۱ء، الجزری، منجد المقرئین والمرشد الطالبین، مکتبہ القدوسی قاہرہ ۱۳۵۰ھ، ابن تغری بردی، النجوم الزاھرۃ، الذھبی، سیر اعلام النبلاء، (دیکھیے ان سب کتب کے متعلقہ حصے، ان میں مذکورہ بالا شخصیات کے شاذ قراءات پڑھنے اور روایت کرنے کے حوالے سے بہت سی معلومات ملتی ہیں)

۴۷۔ ڈاکٹر محمد اکرم چوہدری، "Orientalism on Varient Readings of the Qur'an, The Case of Arthur Jeffery" American Journal of Islam Social

Sciences، مقالہ ھذا میں آرتھر جیفری کا تعارف، اس کے علمی کارنامے، کتب و مقالات، اوران اہداف ومقاصد کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کے تحت جیفری نے قرآن کریم کو اپنا خاص موضوع بناتے ہوئے تمام عمر قرآن کے حوالہ سے تحقیق میں گزاری ان کے مطابق جیفری ایک آسٹریلوی نژاد امریکی مستشرق ہے جس نے قرآن کی تاریخ، متن، قراءات مصادر قرآن جیسے موضوعات پر بہت محنت سے کام کیا اور متعدد مقالات کے علاوہ مستقل کتب بھی لکھیں ان میں اہم ترین The Koran as ،Materials for the History of the Text, of the Qur'an ،The Koran Selected Surah،The Foriegn Vacubulary of the Qur'an،Scripture ہیں۔ عصر حاضر میں علوم قرآن پر جیفری کو تمام مستشرق معتبر ترین تصور کرتے ہیں اور قرآن کے حوالہ سے جملہ معلومات کے لیے جیفری کے کام کو مصدر ومرجع تصور کیا جاتا ہے۔

۴۸۔ جیفری The Qur'an as Scripture، ص ۹۴

۴۹۔ ایضاً، ص ۹۷

۵۰۔ ایضاً، ص ۹۵

۵۱۔ جے۔ڈی۔ پیئرسن، Encyclopaedia of Isam

۵۲۔ واٹ Bell's Introduction to Qur'an، ایڈنبرگ یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۰ء، ص ۵۰

۵۳۔ جیفری، Materials، ص ۱۵

۵۴۔ ایضاً

۵۵۔ ایم اے چوہدری، "...... Orientalism"، ص ۱۷۲

۵۶۔ جیفری، Materials، ص ۱۵

۵۷۔ جیفری The Qur'an as Scripture، ص ۹۷

۵۸۔ جان برٹن، The collection of the Qur'an، ص ۱۹۹ کیمبرج یونیورسٹی پریس، طبع اول، ۱۹۷۷ء

۵۹۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۶۰۔ ایضاً، ص ۲۱۰

۶۱۔ جان وانزبرو، Qur'anic Studies، ص ۴۴۔۴۶، ۲۰۲۔۲۰۷، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۷۷ء

۶۲۔ جے۔ڈی۔ پیئرسن، ''قرآن''، Encyclopaedia of Islam، ای جے برل، لائڈن ۱۹۸۶ء

۶۳۔ ایضاً، نیز تفصیل کے لیے دیکھیے، ایم اے چوہدری، "..... Orientalism"، ص ۱۷۸

۶۴۔ برٹن The collection of the Qur'an، ص ۲۱۱

۶۵۔ ایم اے چوہدری، "...... Orientalism"، ص ۱۷۸

نعت

یہ درو بام و گنبد و محراب
سربسر ہیں مری نظر کا حجاب
کاش پھر سے وہی مدینہ ہو
پھر وہی شہر پرسکینہ ہو

کچی گلیاں ہوں کچی دیواریں
اور کھجوروں کے شاخچوں کی چھتیں
کوبکو نقش پائے احمد ﷺ ہو
سو بسو خوشبوئے محمد ﷺ ہو

آنکھ روشن ہو روئے انور سے
چھوسکیں ہاتھ پائے اطہر سے
صورتیں ہوں نبی ﷺ کے پیاروں کی
جس طرح مشعلیں ستاروں کی

شیشۂ جاں میں ہو نہ بال کوئی
دل میں اٹھتا نہ ہو سوال کوئی
اہلِ منزل نہ راستہ پوچھیں
آنکھ سے دیکھ لیں تو کیا پوچھیں

سامنے نور ہو ہدایت کا
اَبر حائل نہ ہو روایت کا
نہ دلیلوں کی ٹھوکریں کھائیں
جو سنیں دوڑ کر بجا لائیں

ڈاکٹر خورشید رضوی